خطبہ سلسلہ نمبر 10

برائے جمعہ، 29 جون 2018

مساجد اور اسلام کی دعوت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قال اللہ تعالی فی القرآن المجید

ادْعُ إِلِى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِى هِىَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔

وقال اللہ تعالی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔ صدق اللہ العظیم

ساری تعریف، حمد وستائش اللہ رب العالمین کے لئے سزاوار ہے جس نے کرہ ارض پر انسان کو جہاں تمام وسائل حیات کے ساتھ وجود بخشا وہیں اپنے پیغمبروں کے ذریعہ زندگی گزارنے کے صحیح ترین راستہ کی طرف اس کی مکمل رہنمائی بھی کی۔ ہزاروں درود وسلام ہوں اللہ کے ان برگزیدہ بندوں پر جنھوں نے ہر دور میں رب کی طرف سے رب کا پیغام رب کے بندوں تک پہنچایا۔

برادران اسلام! دین کی دعوت کو بندگان خدا تک پہنچانا مسلمانوں کی منصبی ذمہ داری ہے۔ اس منصب پر مسلمان خود سے فائز نہیں ہو گئے بلکہ اللہ تعالی نے انہیں بطور خاص اس منصب پر فائز کیا ہے۔ قرآن مجید میں امت مسلمہ کی اس ذمہ داری کو بڑی تاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ سورہ بقرہ آیت 140 میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّن كَتَمَ شَهَادَةً عِندَهُ مِنَ اللّٰهِ۔

”اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جس کے ذمہ اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے“۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دین حق کو اپنی ذات اور اپنی ملت تک محدود کر لینے والے اور اس کی روشنی کو بندگان خدا تک نہ پہنچانے والے اللہ کی نظر میں بہت بڑے ظالم ہیں۔ جب اتنی بھاری ذمہ داری ہمارے کندھوں پر ہے تو ہمارے وقت کا، ہماری صلاحیتوں اور توانائیوں کا اور ہمارے وسائل کا اچھا خاصا حصہ اس کی ادائیگی میں صرف ہونا چاہئے۔ ہمارے پاس دستیاب وسائل میں مساجد سب سے اہم ہیں۔ لیکن ذرا سوچئے کہ کیا ہماری مساجد اسلام کے تعارف اور اسلام کی دعوت پہنچانے کا ذریعہ ہیں؟ ہمارے پاس مکمل انفراسٹرکچر کے ساتھ مساجد کا عظیم نظام موجود ہے جن کا استعمال ہم موثر طریقہ سے دعوت دین کو عام کرنے کے لئے کر سکتے ہیں۔ خاص طور پر مسلمانوں اور برادران وطن کی ملی جلی آبادیوں میں بڑی مساجد کے ذمہ داران کو اس طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

محترم حاضرین! اس خصوص میں برطانیہ کے مسلمانوں نے ایک بہت اچھی پہل کی ہے اور الحمدللہ دیگر مقامات پر بھی اس پر عمل ہونے لگا ہے۔ برطانیہ میں گزشتہ چار برسوں سے 18 فروری کا دن ”میری مسجد کو آیئے“ (Visit My Mosque Day) کے طور پر منایا جا رہا ہے۔ اس مرتبہ بھی یہ دن منایا گیا اور برطانیہ کی 200 منتخب مساجد کے دروازوں کو غیر مسلمین کے لئے کھول دیا گیا۔ اس بار برطانوی

وزیر اعظم تھریسا مے اور ویسٹ مڈلینڈس کے گورنر اینڈی اسٹریٹ کے بشمول تقریباً 10 ہزار افراد نے مساجد کا مشاہدہ کیا اور سوشل میڈیا کے ذریعہ بہت اچھے تاثرات سامنے آئے ہیں۔ اس مہم کا بنیادی مقصد غیر مسلمین کو اسلام سے متعارف کرنا اور اسلام کے تعلق سے ان کے ذہنوں میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے۔ الحمداللہ شہر حیدر آباد میں بھی ایسی ہی ایک مہم جماعت اسلامی ہند گریٹر حیدر آباد کی جانب سے ’’آیئے مسجد دیکھیں‘‘ کے عنوان سے 22 تا 29 جون منائی جارہی ہے۔ اہل ایمان کو اللہ تعالی کا حکم ہے۔ وتعاونوا علی البرّ وَ التّقویٰ۔ نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔

اس حکم کی بنیاد پر اور دعوت دین کے منصبی فریضہ کی ادائیگی کے تحت اس سرگرمی کو امت کا بھرپور تعاون حاصل ہونا چاہئے اور منظّم طریقہ سے اس کام کو مزید علاقوں تک توسیع دینے کی ضرورت ہے۔

عزیز اسلامی بھائیو! جب معاشرہ میں ہم کسی نئی چیز یا سرگرمی کو ہوتا ہوا دیکھتے ہیں تو ہمارے ذہن میں بعض سوالات اور شبہات کا پیدا ہونا فطری ہے۔ اگر ان سوالات کا اطمینان بخش جواب نہ ملے تو اس سرگرمی کو وہ تعاون حاصل نہیں ہوسکتا جو حاصل ہونا چاہئے۔ اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے آج کے خطبہ کا موضوع بنایا گیا ہے۔ ’’آیئے مسجد دیکھیں‘‘ مہم کے بارے میں سن کر سب سے پہلا سوال جو آپ کے ذہنوں میں پید ہوا ہوگا، وہ شائد یہی ہے کہ آیا غیر مسلمین کو مسجد میں داخل ہونے دیا جاسکتا ہے؟ فقہا کے نزدیک ضرورت کے تحت غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ ہدایت سے بڑھ کر ایک انسان کی ضرورت اور کیا ہوسکتی ہے۔ نبی کریمؐ نے ثمامہ بن اثال کو اسلام لانے سے پہلے مسجد نبویؐ میں رسی سے باندھا تھا۔ اسی طرح بنو ثقیف اور نجران کا وفد اسلام لانے سے قبل مسجد میں داخل ہوا تھا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ غیر مسلمین کو مسجد میں داخل ہونے سے قبل آداب بتا دیئے جائیں مثلاً ساتر لباس پہن کر مسجد کو آئیں اور پاکی کا خیال رکھیں وغیرہ۔ حاضرین کرام! نبی کریمؐ کے اسوہ کی روشنی میں معاشرہ میں مسجد کا فعال و ہمہ جہتی کردار کیا ہونا چاہئے؟ یہ ایک وسیع موضوع ہے۔ اس کے تمام پہلوؤں پر مختصر وقت میں گفتگو ممکن نہیں ہے تاہم یہاں اس موضوع کے صرف ایک جز ’’مساجد کا دعوتی کردار‘‘ پر کچھ باتیں عرض کرنا مقصود ہے۔ قرآن کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے توحید کی دعوت کے ساتھ اپنے دور کی عام برائی کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس پس منظر میں اگر ہم ہندوستان کا جائزہ لے کر دیکھیں تو ایک بڑی برائی جس کی جڑیں یہاں کے سماج میں بہت گہرائی تک پیوست ہیں، وہ نابرابری اور چھوت چھات کی برائی ہے۔ ہمارے ملک میں اکثریتی برادری کا موجودہ سماجی نظام 4 مختلف طبقات میں منقسم رہا ہے۔ ان طبقات کے درمیان پیدائشی برتری اور پستی اور اٹل امتیازات کا تصور گہری جڑوں کے ساتھ جما ہوا ہے۔ اس کی اصل وجہ وہ مذہبی تعلیمات ہیں جن سے ہندو مذہب کی معتبر کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ ویدوں کے مطابق برہمن، برہما کے منہ سے پیدا ہوئے، چھتری، ہاتھ سے، ویش، ران سے، اور شودر، پیر سے پیدا ہوئے۔ اس لحاظ سے ان کے کام اور سماج میں ان کا مقام و مرتبہ متعین ہوا۔ برہمنوں کو مذہبی قیادت ملی، چھتریوں کو ملک کی حفاظت اور حکومت کی ذمہ داری سونپی گئی، ویش کو کھیتی باڑی اور تجارت کا کام ملا جبکہ شودر، ان سب کی خدمت اور غلامی کیلئے مخصوص کر دیئے گئے۔ طبقات کی اس تقسیم کو عقیدہ تناسخ نے مزید گہرا کرنے کا کام کیا ہے۔ جس نے نیچ طبقوں کے تعلق سے یہ یقین پیدا کیا کہ وہ ذلّت و پستی کے لئے ہی پیدا کئے گئے ہیں جو ان کے پچھلے کرموں کا نتیجہ ہے، جسے انہیں

بہر حال بھگتنا ہی پڑے گا۔ اسی طرح اونچے طبقوں کے حق میں یہ یقین پیدا کیا گیا کہ وہ پیدا ہی برتری کے لئے ہوئے ہیں۔ برتری پر ان کا پیدائشی اجارہ ہے جو پچھلے کرموں کا نتیجہ ہے جس کو بدلنے کی کوشش قدرت کے خلاف بغاوت ہوگی۔ اس سماجی نظام میں ہر اوپر کا طبقہ نیچے والے طبقہ کے سر پر پاؤں رکھے کھڑا ہے اور اسے بری طرح روند رہا ہے۔ معاشرت کے ہر پہلو میں اونچ اور نیچ کا فرق ہے۔ قدم قدم پر بے شمار ناانصافیاں ہیں۔ چاہے معاملہ کھانے پینے کا ہو، رہن سہن کا یا شادی بیاہ کا، تمدن کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس میں امتیازی برتاؤ نہ پایا جاتا ہو اور معاملہ صرف بھید بھاؤ کا ہی نہیں بلکہ اس میں پرلے درجے کی تحقیر و تذلیل بھی پائی جاتی ہے۔ حد یہ ہے کہ اونچے طبقوں کو یہ بات قطعاً گوارا نہیں ہے کہ نیچ طبقات کے مرد و عورتیں ان کے جیسے لباس اور زیور پہن لیں یا شادی بیاہ میں ان کا سا رنگ ڈھنگ اختیار کریں۔ حالیہ دنوں میں راجستھان کے ضلع بھیلوارہ سے یہ خبر سامنے آئی کہ اعلی ذات کے لوگوں کو ایک دلت ذات کے دولہے کی گھوڑے پر سواری پسند نہیں آئی اور وہ اس قدر برہم ہوئے کہ گروپ کی شکل میں بارات پر حملہ کر دیا۔ اسی طرح 31 مارچ کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ گجرات کے 21 سالہ دلت نوجوان کا محض گھوڑے پر سوار ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا گیا۔ اس سے پہلے دلت دُلہوں کو نشانہ بنانے کے واقعات مدھیہ پردیش اور ہریانہ میں بھی پیش آ چکے ہیں۔ ان واقعات کے علاوہ نچلے طبقات پر اعلی طبقہ کے لوگوں کے ظلم و تشدد کی خبریں آئے دن اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ یہ ظلم و ناانصافی دراصل انسانوں کے درمیان ظالمانہ اور خلاف عقل و فطرت تقسیم کا نتیجہ ہے اور ظاہر ہے اس تقسیم کی بنیاد پر جو معاشرہ وجود میں آئے گا وہ عدل و انصاف سے لازماً محروم اور بے اعتدالی و بے چینی اور اضطراب کا ہمیشہ شکار رہے گا۔ ملک میں اس طبقاتی تقسیم اور ظلم کے خلاف آوازیں اٹھتی رہی ہیں، اصلاحی تحریکات بھی چلیں، سیاسی پارٹیوں نے بھی ذات پات کی اس تقسیم کے خلاف اپنی سیاست کی ہے اور ہندوستان کا دستور بھی ان امتیازات کی نفی کرتا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود قدیم طبقاتی نظام اپنی پوری شکل میں بدستور موجود ہے جس کی تہہ میں سماجی بے چینی اور احساس محرومی کا ایک زبردست لاوا پک رہا ہے۔ اس طرح کے پس منظر کے حامل ہندو قوم کے لوگ چاہے وہ اعلی ذات کے ہوں یا ادنی ذات کے، جب ہماری مسجدوں کو آئیں گے، یہاں کی پاکیزہ فضا‘ صاف ستھرے اور سادگی بھرے پر تقدس ماحول کو دیکھیں گے تو لازماً وہ اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ یقیناً نمازوں کے لئے ہماری صف بندی ان کو سب سے زیادہ متاثر کرے گی جس میں امیر و غریب اعلی و ادنی کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے۔ یہاں سماج کے غریب ترین اور امیر ترین اشخاص میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ چاہے محمود ہو یا ایاز، سب ایک ہی صف میں کندھے سے کندھا ملائے نظر آتے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ مساجد کا یہ نظارہ‘ پاکیزہ و روحانی اور پرسکون ماحول ان کے ذہن پر دستک دینے کا سبب بن جائے اور انہیں ہدایت حق کی توفیق مل جائے۔

برادران اسلام! ہندوستان میں جہاں کی اکثریت، ہدایت سے محروم ہے، مساجد کے دعوتی کردار کو بحال کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کام وقتاً فوقتاً اپنی بستی اور علاقہ کے غیر مسلمین کو مسجد کے مشاہدہ کی دعوت دے کر اور آداب کی رعایت کے ساتھ مسجد کے ایک گوشہ میں انکے ساتھ تبادلہ خیال کے ایک پروگرام کے اہتمام کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے۔ جس میں ان کے لئے ریفریشمنٹ کا اہتمام بھی ہو اور کلیدی گفتگو کے بعد سوالات کا موقع دیا جائے اور ان کی زبان میں لٹریچر تقسیم کیا جائے۔ نیز غیر مسلمین کی آمد کے موقع پر پروگرام کے مقام پر چارٹس

آویزاں کرتے ہوئے توحید، رسالت اور آخرت کے پیغام اور اخوت، محبت، بھائی چارہ، عدل ومساوات کی اسلامی تعلیمات کو اجاگر کیا جا سکتا ہے۔ مساجد میں غیر مسلمین کے ابھی تک جو پروگرام ہوئے ہیں وہ اسی نہج پر منعقد ہوئے ہیں۔

دوسرا کام جو مساجد کے ذریعہ ہونا چاہئے وہ داعیان دین کی تیاری کا ہے۔ آج بحیثیت مجموعی ساری ملت کو دعوتی کام کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہم میں سے ہر شخص انفرادی سطح پر اپنے اپنے دائرہ میں حسب صلاحیت اس کام کو انجام دے اور دوسری طرف ہمارے پاس ایسے داعیان ہونے چاہئیں جنہوں نے باضابطہ تربیت پائی ہو جو غیر مسلمین کو ان کی زبان میں موثر طریقہ سے اسلام کی دعوت دے سکیں اور ان کے ذہنوں میں پائے جانے والے شکوک وشبہات کو دور کر سکیں۔ اس کے لئے مساجد میں دعوتی تربیتی کلاسیس کا اہتمام کرنے کی ضرورت ہوگی۔ سورہ نحل آیت 145 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ادْعُ إِلِى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ۔

’’اپنے رب کے راستہ کی طرف دعوت دیجئے حکمت کے ساتھ‘ عمدہ نصیحت کے ساتھ اور مباحثہ کیجئے تو ایسے طریقہ پر جو انتہائی بھلا ہو،،۔

دعوت وتبلیغ کا حکم دیتے ہوئے قرآن نے تین جامع اور اصولی ہدایتیں دی ہیں۔

1۔ حکمت کے ساتھ دعوت دو

2۔ عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت اور

3 مباحثہ اچھے طریقے پر کرو۔

حکمت کے ساتھ دعوت دینے کا مطلب یہ ہے کہ داعی کو اپنی دعوت کی عظمت واہمیت کا پورا احساس رہے اور وہ اس دولت کو نادانی کے ساتھ یوں ہی نہ بکھیر دے بلکہ موقع ومحل کا اور مخاطب کا پورا پورا لحاظ رکھے۔ ہر طبقہ‘ ہر گروہ اور ہر فرد سے اس کی فکر کی سطح‘ استعداد‘ صلاحیت‘ ذہنی کیفیت اور سماجی حیثیت کے مطابق بات کہے۔ حکمت کے ساتھ بات کس طرح کی جاتی ہے‘ اس چیز کو سیکھنے کے لئے قرآن کے ان حصوں کا مطالعہ کرنا چاہئے جہاں پیغمبروں کی دعوت وتبلیغ کا ذکر ہوا ہے۔

عمدہ طریقہ سے دعوت دینے سے مراد یہ ہے کہ داعی خلوص ومحبت اور دل کے سوز کے ساتھ اس طرح بات رکھے کہ مخاطب کی دلچسپی بڑھ جائے اور اسے محض عقلی اطمینان ہی حاصل نہ ہو بلکہ حق کے ساتھ اس کو جذباتی لگاو پیدا ہونے لگے۔ عمدہ نصیحت کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ مخاطب کو داعی کے خیر خواہانہ جذبہ کا احساس ہوتا ہے اور وہ شوق ورغبت کے ساتھ اس کی بات کو سنتا ہے۔

اچھے طریقہ سے مباحثہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسا سادہ ودلنشین انداز اختیار کیا جائے کہ مخاطب میں ضد‘ نفرت‘ ہٹ دھرمی‘ تعصب اور حمیت وجاہلیت کے جذبات نہ ابھریں بلکہ وہ واقعی کچھ سوچنے اور سمجھنے پر مجبور ہو جائے اور اس کے اندر حق کی طلب پیدا ہو اور جہاں یہ کیفیت پیدا ہوتی نظر نہ آئے اور مخاطب کٹ ہجتی پر اتر آئے تو داعی کو چاہئے کہ وہ بات کو طول نہ دے اور دعوت فکر دے کر اس مجلس سے اٹھ کر چلا آئے۔

برادران اسلام! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے ظالم ہو یا مظلوم۔ (بخاری)۔ شارحین حدیث کے مطابق مظلوم میں مسلم اور غیر مسلم دونوں داخل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آدم کی اولاد کی حیثیت سے بھائی قرار دیا ہے جو انسانی

اخوت کی ایک مثال ہے۔ آج ہندوستان کی ایک بڑی تعداد، طبقاتی نظام کے ظلم وستم کا شکار ہے۔ ان کو اسلام کی دعوت دے کر دنیا میں اس ظلم سے نجات حاصل کرنے میں ان کی مدد کی جاسکتی ہے جس میں ان کی اخروی کامیابی بھی مضمر ہے۔ آج برادران وطن کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اسلام صرف مسلمانوں کا دین نہیں ہے۔ یہ ساری کائنات کا دین ہے اور سارے انسانوں کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اسلام رنگ، نسل اور قبیلہ کی بنیاد پر انسانوں کے درمیان کوئی فرق وامتیاز نہیں کرتا۔ سب کو یکساں حقوق عطا کرتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

یَا أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاکُم مِّن ذَکَرٍ وَأُنثَی وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَکْرَمَکُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاکُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِیمٌ خَبِیرٌ۔

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد، ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے بلاشبہ اللہ جاننے والا اور باخبر ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریمؐ کے آخری خطبہ کے یہ الفاظ نسلی غرور کے خاتمہ کا واضح اعلان ہیں۔ آپؐ نے فرمایا

یا ایھاالناس اِنّ رَبّکُم وَاحِد وَاِنّ اَبَاکُم وَاحِد کلکم لآدم و آدم مِن تُراب ٍ اِنّ اَکرَمَکم عِندَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ لَیسَ لِعَرَبِی عَلٰی عَجَمِیٍ فَضل اِلّا بِالتّقویٰ. (مسند احمد بن حنبل 73/5)

”اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، تم سب آدم سے ہو، اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے، تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے بہ جز تقویٰ کے“

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں نہ نسل کا اختلاف ہے، نہ رنگ کا اور نہ زبان کا بلکہ یہ دین وحدت ہے جس کی بنیاد رب العالمین کی رضاجوئی پر رکھی گئی ہے۔ اس راستہ پر جو شخص جتنا آگے بڑھے گا وہ اللہ کے نزدیک اتنا ہی مکرم ومحترم ہوگا۔ حاضرین کرام! آج برادران وطن کو اسلامی اخوت ومساوات کی تعلیم سے واقف کروانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس اہم کام کو انجام دینے اور منصبی تقاضوں کی ذمہ داری پورا کرنے کی توفیق، صلاحیت، قوت اور مواقع عطا کرے نیز جو لوگ اور تنظیمیں مساجد کو اسلامی دعوت کے فروغ کا ذریعہ بنانے کے لئے کوشاں ہیں، ہمیں ان کا تعاون کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ